تاریخ اسلام کا سب سے غمناک واقعہ

وفات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اِعداد

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

ناشر:

دارالاستقامہ

کاشانۂ خلیق۔ اٹوا بازار۔ سدھارتھ نگر۔ یوپی

نام کتاب : وفات مصطفیٰ ﷺ

اِعداد : عبدالہادی عبدالخالق مدنی

طبع اول : ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۰۰۶م

ناشر : دار الاستقامہ

کاشانۂ خلیق۔اٹوابازار۔

سدھارتھ نگر۔یوپی

فہرست

پیش لفظ

اس روئے زمین پر اللہ کے نزدیک محمد مصطفیٰ ﷺ سے زیادہ معزز ومکرم اور محبوب ومحترم ہستی نہ پیدا ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔ آپ کے فضائل ومناقب اور امتیازات وخصوصیات کا شمار آسان نہیں، اس پر علمائے کرام نے بے شمار کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپ کی سیرت نگاری ایک شرف ہے جو اللہ کی توفیق سے حاصل ہوتا ہے۔ ''آپ ﷺ کی وفات'' آپ کی سیرت کا ایک اہم حصہ ہے۔ بہت سارے اہل قلم نے اسی موضوع کو اپنی علمی وتحقیقی وقلمی کوشش کا محور بنایا اور اس پر مستقل طور سے خامہ فرسائی کی۔ میرے ناقص علم کے مطابق اس موضوع پر مندرجہ ذیل کتابیں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ امام نسائی رحمہ اللہ کی کتاب (وفاة النبی ﷺ)

۲۔ خالد ابو صالح کی کتاب (مرض النبی ﷺ ووفاته وأثرها على الأمة)

۳۔ سعید القحطانی کی کتاب (وداع الرسول ﷺ لأمته)

۴۔ ابو تراب ظاہری کی کتاب (ذهول العقول بوفاة الرسول ﷺ)

۵۔ حسین عوایشہ کی کتاب (مصيبة موت النبی ﷺ وأثرها فی حياة الأمة)

۶۔شیخ أحمد عبداللہ السلمی کی کتاب (وفاۃ سید البشر ﷺ وما فیھا من العظات والعبر)

مذکورہ ساری کتابیں عربی زبان میں ہیں۔اردو زبان میں ہمارے ناقص علم کے مطابق اس موضوع پر مستقل طور سے کوئی کتاب نہیں۔جب کہ متعدد اسباب کی بنا پر یہ موضوع عظیم اہمیت کا حامل ہے۔

موضوع کی اہمیت:

یہ موضوع بڑا پر درد ہے۔خون کے آنسو رُلاتا ہے۔غم کے شعلے دل وجگر میں بھڑکنے لگتے ہیں۔کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔لیکن اس موضوع کا تذکرہ نہایت اہم اور ضروری ہے کیونکہ:

۱۔یہ موضوع عقیدہ کی تصحیح کرتا ہے۔

۲۔ہر فرد بشر کو اس کی اپنی موت کی یاد دلاتا ہے۔

۲۔احباب واقارب کی موت پر تسکین خاطر کا سامان مہیا کرتا ہے۔

۳۔اہل غفلت کو نیند سے بیدار کرتا اور دنیا سے رشتہ کاٹ کر آخرت کی طرف لولگانے پر آمادہ کرتا ہے۔

ہمارا طریقۂ کار:

عقیدہ کی تصحیح چونکہ ہمارا اولین ہدف ہے، اسی لئے ہم نے اس کے تمام پہلوؤں پر زیادہ تفصیل سے بحث کی ہے۔ موت کا ایک قطعی حقیقت ہونا بیان کرنے کے بعد انبیاء ورسل کی موت کے دلائل پیش کئے ہیں۔ نیز وفات سے متعلق انبیاء کی خصوصیات پر گفتگو کی ہے۔ اس کے بعد محمد مصطفیٰ ﷺ کی موت کے خصوصی دلائل ذکر کئے ہیں۔ یہ بتلایا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو آپ کی موت کے قریب ہونے کے متعدد اشارے دیئے اور خود رسول رحمت ﷺ نے کبھی اشاروں میں اور کبھی صراحت سے اپنے صحابۂ کرام سے اپنی موت کے قریب ہونے کا ذکر فرمایا۔ پھر تاریخی طور پر آپ کے مرض الموت سے لے کر تدفین تک کے واقعات ذکر کئے ہیں۔ واقعات کے بیان کے دوران بعض عنوانات کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً مرض موت میں نبی ﷺ کی وصیتیں، موت کی سختیاں اور انبیاء پر موت کی سختیوں کی حکمت، وفات کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا موقف وغیرہ۔ آخر میں بطور ضمیمہ چند موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے جیسے امت پر نبی ﷺ کے حقوق اور فضائل درود۔

پیش نظر کتاب کی تیاری میں ہم نے قرآن کریم ، احادیث صحیحہ اور مستند

تاریخی روایات سے مدد لی ہے۔ جہاں تک قرآن کریم کا معاملہ ہے تو اس کے دلائل ذکر کرتے ہوئے ہم نے سورت اور آیت نمبر کا حوالہ دے دیا ہے۔ اور جہاں تک احادیث کا معاملہ ہے تو چونکہ بیشتر احادیث بخاری و مسلم کی ہیں اور وہ بھی اس کی چند کتب میں ہی موجود ہیں مثلاً کتاب المغازی والسیر، کتاب المناقب، کتاب الجنائز وغیرہ۔اس لئے اندرون کتاب بار بار تفصیلی حوالہ کی تکرار سے کتاب بوجھل کرنے کے بجائے صرف کتاب کا نام لینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اگر کوئی حدیث بخاری و مسلم کے علاوہ کی ہے تو اس کے حوالہ کے ساتھ کسی مشہور محدث کی تصحیح بھی نقل کی گئی ہے۔

پیش نظر کتاب کے ساتھ ساتھ والد محترم عبدالخالق خلیق رحمہ اللہ کی کتاب ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کا مطالعہ کافی مفید رہے گا جو سیرت کی ایک مختصر جامع اور مکمل کتاب ہے بلکہ بچوں کے لئے سیرت نبوی پر بہترین درسی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔اس کتاب کی تیاری میں ناچیز کا خاص تعاون رہا ہے۔ اللہ تعالی قبول فرمائے۔ سیرت ہی کے ایک حصہ سے متعلق ہماری کتاب ''معراج مصطفیٰ ﷺ'' بھی ہے۔ ان تمام کتابوں کو بحمد اللہ کافی پذیرائی اور مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

سیرت نبوی کے جن جن موضوعات پر ہمیں جو کچھ لکھنے کا شرف حاصل ہوا

ہم اس کے لئے رب ذوالجلال کے شکر گذار اور اس کی حمد وتسبیح میں تر زبان ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ رب کریم اسے ہمارے گناہوں کی مغفرت اور میزان عمل کو وزنی کرنے کا ذریعہ بنائے۔

دعا گو

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

کاشانۂ خلیق۔ اٹوابازار۔ سدھارتھ نگر۔ یوپی۔ انڈیا

داعی احساء اسلامک سینٹر۔ سعودی عرب

موبائیل: 0509067342 (00966)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موت ایک قطعی حقیقت:

موت دنیا کے اندر اللہ کا وہ قانون ہے جس سے اللہ کی ذات کے سوا کوئی مستثنیٰ نہیں۔ کمزور وطاقتور، امیر وغریب، بادشاہ ورعایا، حاکم ومحکوم، نبی وولی، نیک وبد، بزرگ وحقیر کسی کو بھی موت سے مفر نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں اللہ تعالی نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے۔ بعض آیات میں اللہ تعالی نے موت کی عمومیت کو بیان فرمایا ہے اور بتلایا ہے کہ کسی کو بھی موت سے چھٹکارا نہیں۔

① اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ آل عمران/۱۸۵

[ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے]۔

② نیز ارشاد ہے:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْأِكْرَامِ﴾ الرحمٰن/۲۶۔۲۷

[زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں، صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی]۔

③ نیز ارشاد ہے:

﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُونَ، ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ﴾ مومنون/۱۵۔۱۶

[اس کے بعد پھر تم سب یقیناً مر جانے والے ہو، پھر قیامت کے دن بلاشبہ تم سب اٹھائے جاؤ گے]۔

④ نیز ارشاد ہے:

﴿قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ﴾ سجدہ/۱۱

[کہہ دیجئے کہ تمھیں موت کا فرشتہ فوت کرے گا، جو تم پر مقرر کیا گیا ہے، پھر تم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے]۔

بعض آیات میں اللہ تعالی نے موت کے لئے ایک وقت متعین ہونے کی خبر دی ہے جس میں کوئی تقدیم وتاخیر ناممکن ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل آیات:

① اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَن يُؤَخِّرَ اللهُ نَفْساً إِذَا جَآءَ أَجَلُهَا﴾ منافقون/۱۱

[اور جب کسی کا مقررہ وقت آجاتا ہے پھر اسے اللہ تعالی ہرگز مہلت نہیں دیتا]۔

② نیز ارشاد ہے:

﴿حَتّٰی إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ﴾ انعام/٦١

[یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے، اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کر لیتے ہیں، اور ذرا کوتاہی نہیں کرتے]۔

③ نیز ارشاد ہے:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾ اعراف/٣٤

[اور ہر گروہ کے لئے ایک میعاد معین ہے، سو جس وقت ان کی میعاد معین آ جائے گی، اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے]۔

ٹھیک یہی مضمون الفاظ کے معمولی فرق سے سورہ یونس کی آیت نمبر ۴۹ میں بھی بیان ہوا ہے۔

④ نیز ارشاد ہے:

﴿نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ﴾ واقعہ/٦٠

[ہم ہی نے تم میں موت کو متعین کر دیا ہے]۔

⑤ نیز ارشاد ہے:

﴿اللّٰہُ یَتَوَفَّی الْأَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَیُمْسِکُ الَّتِيْ قَضَیٰ عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْأُخْرَیٰ إِلَیٰ أَجَلٍ مُّسَمًّی، إِنَّ فِيْ ذٰلِکَ لَآیَاتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ﴾ زمر/۴۲

[اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کو موت نہیں آئی انھیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے، پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انھیں تو روک لیتا ہے اور دوسری (روحوں) کو ایک مقررہ وقت کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لئے اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں]۔

بعض آیات میں اللہ تعالی نے یہ بیان کیا ہے کہ انسان کوئی بھی حیلہ اور وسیلہ اختیار کرے موت سے نہیں بچ سکتا۔ نہ ہی مضبوط قلعے اسے بچا سکتے ہیں، نہ اس کی مال و دولت اور اولاد اسے بچا سکتی ہے اور نہ ہی فرار۔

❶ ارشاد ہے:

﴿وَجَآءَتْ سَکْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْهُ تَحِیْدُ﴾ ق/۱۹

[اور موت کی سختی حق کے ساتھ آ پہنچی، یہی ہے جس سے تو بدکتا پھرتا تھا]۔

❷ نیز ارشاد ہے:

﴿أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾ النساء/۷۸

[تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمھیں آ پکڑے گی، گو تم مضبوط قلعوں میں ہو]۔

❸ نیز ارشاد ہے:

﴿قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾ آل عمران/۱۶۸

[کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی جانوں سے موت کو ہٹا دو]۔

❹ نیز ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ﴾ انعام/۹۴

[اور تم ہمارے پاس تنہا تنہا آ گئے، جس طرح ہم نے اول بار تم کو پیدا کیا تھا، اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا اس کو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے]۔

مطلب یہ ہے کہ ہر انسان کو الگ الگ ایک ایک کر کے اللہ کے پاس جانا ہے، نہ کسی کا مال اس کے ساتھ جائے گا اور نہ اس کی اولاد۔

❺ نیز ارشاد ہے:

﴿قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ﴾

احزاب/۱۶

[کہہ دیجئے کہ گو تم موت سے یا خوف قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمھیں کچھ بھی کام نہ آئے گا]۔

❻ نیز ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيْكُمْ﴾ جمعہ/۸

[کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ تو تمھیں پہنچ کر رہے گی]۔

موت سے متعلق مذکورہ آیات سے مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

۱۔موت سے ہر کسی کو دوچار ہونا ہے۔

۲۔کوئی شخص نہ خود اپنی موت ٹال سکتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسری چیز اس کو موت سے بچا سکتی ہے، نہ مضبوط قلعے، نہ شان وشوکت اور نہ جاہ وحشمت۔

۳۔موت سے بدکنے اور بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں،موت آکر رہے گی۔

۴۔اللہ کی ذات کے سوا کوئی موت سے مستثنیٰ نہیں۔

۵۔اللہ تعالی نے روح قبض کرنے کے لئے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔

۶۔روح قبض کرنے کے لئے مقرر فرشتے ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

۷۔ہر شخص کی موت کا ایک وقت مقرر اور ایک ساعت متعین ہے۔

۸۔موت کا وقت آجانے کے بعد تھوڑی سی بھی مہلت نہیں مل سکتی۔

۹۔نیند موت کی بہن اور اس کی ایک ادنیٰ سی شکل ہے۔

۱۰۔موت آخری منزل نہیں بلکہ اس کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔

۱۱۔دنیاوی مال ومتاع اور اہل وعیال سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے پاس تنہا جانا ہوگا۔

موت انبیاء ورسل :

''موت ایک قطعی حقیقت'' کے عنوان کے تحت گذشتہ صفحات میں ذکر کیئے گئے دلائل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہوکر سامنے آ گئی کہ موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہے۔ ہر کسی کو ایک نہ ایک دن موت آنی ہے۔ اس قانون سے اللہ کے سوا کوئی مستثنیٰ نہیں ہے۔ لیکن بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ امت مسلمہ کے اندر چند ایسے گمراہ فرقے پیدا ہو گئے جو انبیاء اور رسولوں کی موت سے انکار کرتے ہیں بلکہ بعض تو اس سے آگے بڑھ کر اولیاء وصالحین اور بزرگان دین کی موت سے بھی انکار کرتے ہیں۔ اللہ انھیں ہدایت نصیب کرے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس موضوع پر خصوصی توجہ دی اور مذکورہ عمومی دلائل کے علاوہ قرآن مجید میں انبیاء کی موت پر جو خصوصی دلائل موجود ہیں انھیں جمع کیا تاکہ غلط فہمیوں اور شکوک وشبہات کا ازالہ ہو جائے اور حق نکھر کر سامنے آ جائے۔ ذیل میں چند دلائل ذکر کیئے جا رہے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی وصیت ذکر فرمائی ہے۔ ارشاد ہے۔

﴿وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَٰبَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ بقرہ/۱۳۲

[اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو کی، کہ ہمارے بچو! اللہ تعالی نے تمھارے لئے اس دین کو پسند فرمالیا ہے، خبردار! تم مسلمان ہی مرنا]۔

ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی وہ اولاد جن کو اسلام کی حالت میں مرنے کی انھوں نے وصیت کی ان میں انبیاء بھی تھے۔ کیا ابراہیم علیہ السلام کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ میری اولاد میں اسماعیل اور اسحاق نبی ہیں اور انھیں موت سے دوچار ہونا ہی نہیں ہے؟ اور اگر انھوں نے معلوم ہونے کے باوجود ایسی بات کہی تھی تو ان کی اولاد میں سے انبیاء نے ان کو ٹوکا کیوں نہیں؟ کیا انبیاء غلط بات سن کر خاموش رہ سکتے ہیں۔

اگر کوئی یہ کہے کہ یہ وصیت صرف ان لوگوں کے لئے تھی جو انبیاء نہیں تھے تو اس کی کیا دلیل ہے؟ ابراہیم علیہ السلام کے تو دونوں بیٹے نبوت سے سرفراز کئے گئے۔ کیا ان کا کوئی تیسرا بیٹا بھی تھا جسے نبوت نہیں ملی تھی؟

اگلی آیت انبیاء کی موت پر اس سے بھی واضح دلیل ہے۔ ارشاد ہے:

﴿أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا

تَعْبُدُوْنَ مِن بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ إِلٰهَکَ وَإِلٰهَ آبَائِکَ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ إِلٰهاً وَّاحِداً وَّنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ﴾

بقرہ/۱۳۳

[کیا اس وقت تم موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی؟ جب انھوں نے اپنی اولاد کو کہا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے جواب دیا کہ آپ کے معبود کی اور آپ کے آباء واجداد ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق (علیہم السلام) کے معبود کی جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرماں بردار رہیں گے]۔

یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾

مریم/۱۵

[اس پر سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے]۔

یوسف علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ جَآءَ کُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَکٍّ مِمَّا جَآءَ کُمْ بِهِ حَتّٰی إِذَا هَلَکَ قُلْتُمْ لَن يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِن بَعْدِهِ رَسُوْلاً کَذٰلِکَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ﴾

مریم/۱۵

[اور اس سے پہلے تمھارے پاس یوسف علیہ السلام دلیلیں لے کر آئے، پھر بھی تم ان کی لائی ہوئی (دلیل) میں شک وشبہ ہی کرتے رہے، یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہوگئی تو کہنے لگے: ان کے بعد تو اللہ کسی رسول کو بھیجے گا ہی نہیں، اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے ہر اس شخص کو جو حد سے بڑھ جانے والا شک وشبہ کرنے والا ہو]۔

اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انھیں کی زبانی ارشاد ہے:

﴿وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا﴾

مریم/۳۳

[اور مجھ پر میری پیدائش کے دن اور میری موت کے دن اور جس دن کہ میں دوبارہ زندہ کھڑا کیا جاؤں گا، سلام ہی سلام ہے]۔

مذکورہ صریح اور صاف آیات کے علاوہ وہ آیت بھی انبیاء کے موت کی دلیل بن سکتی ہے جس میں عزیر علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا گیا ہے اور ان کا نام نہیں لیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ﴾

آل عمران/۱٦۸

[یا اس شخص کے مانند جس کا گذر اس بستی پر ہوا جو چھت کے بل اوندھی پڑی ہوئی تھی، وہ کہنے لگا: اس کی موت کے بعد اللہ تعالی اسے کس طرح زندہ کرے گا؟ تو اللہ تعالی نے اسے موت دے دی سو سال کے لئے، پھر اسے اٹھایا]۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ ''ملک الموت کو موسی علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا۔ جب وہ ان کے پاس آیا تو انھوں نے اسے تھپڑ مار دیا (جس سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی) فرشتہ اپنے رب کے پاس واپس گیا اور عرض کیا: آپ نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو موت نہیں چاہتا۔ اللہ تعالی نے اس کی آنکھ درست فرمائی اور موسی علیہ السلام کے پاس واپس جانے کا حکم دیا اور فرمایا: ان سے کہو کہ اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھیں، ان کے ہاتھ کے نیچے جس قدر بال آجائیں گے ہر بال کے بدلے ایک برس عمر بڑھا دی جائے گی۔ موسی علیہ السلام نے پوچھا: میرے رب پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالی نے فرمایا: پھر موت ہی ہے۔ تو موسی علیہ السلام نے کہا: پھر ابھی دے دو''۔

وفات سے متعلق انبیاء کی خصوصیات:

انبیاء کرام اور رسل عظام اگرچہ موت سے دوچار ہونے میں بقیہ انسانوں کی طرح ہیں لیکن جس طرح اللہ تعالی نے اپنی رسالت کا تاج پہنا کر بقیہ

انسانوں سے انھیں ممتاز فرمایا اسی طرح موت سے متعلق بھی اللہ تعالی نے انھیں کئی امتیازات سے سرفراز فرمایا۔جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

❶ موت کے وقت اختیار دیا جانا:

موت کے وقت ہر نبی کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں باقی رہے یا سفر آخرت اختیار کرے لیکن انبیاء کرام ہمیشہ انعام یافتہ بندوں کی رفاقت اور آخرت اختیار کرتے ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سنا کرتی تھی کہ کسی نبی کو اس وقت تک موت ہرگز نہیں آتی جب تک اسے دنیا اور آخرت کے درمیان کسی ایک کے انتخاب کی دعوت نہ دی جائے۔ چنانچہ میں نے اس بیماری میں جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی آپ ﷺ کو فرماتے سنا جبکہ آپ کی آواز سخت ہوگئی تھی ’’ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے‘‘۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں سمجھ گئی کہ آپ کو اختیار دے دیا گیا۔(اور آپ نے انعام یافتہ بندوں کی رفاقت کو اختیار فرمالیا)۔(بخاری ومسلم)

❷ انبیاء کا اپنی قبروں میں زندہ ہونا:

انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں صلاۃ پڑھتے ہیں۔(مسند ابی یعلی وغیرہ۔ سلسلہ صحیحہ ح/۶۲۱ میں شیخ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

واضح رہے کہ یہ برزخی زندگی ہے جس کی حقیقت کو اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے۔ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اہل بدعت کی طرح نہ ہی اس کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہی غلو کر کے اسے دنیاوی زندگی کی طرح ثابت کرتے ہیں۔

❸ انبیاء کے جسموں کا محفوظ ہونا:

اللہ کی طرف سے اپنے برگزیدہ نبیوں کا ایک اعزاز یہ بھی ہے کہ ان کے جسم مٹی میں نہیں ملتے، خواہ دفن کے بعد کتنی ہی طویل مدت گذر جائے۔ حدیث میں اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالی نے نبیوں کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے''۔

(ابوداود، نسائی، ابن ماجہ وصحہ الألبانی)

❹ مقام موت ہی پر دفن ہونا:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہر نبی کو وہیں دفن کیا گیا جہاں اس کی موت ہوئی''۔

(مسند احمد، صحیح الجامع)

اسی لئے نبی ﷺ کو بھی حجرۂ عائشہ میں دفن کیا گیا جہاں آپ کی وفات ہوئی تھی۔ آپ کی قبر مبارک بننے کا شرف اسی حجرہ کو حاصل ہوا۔

موت مصطفےٰ ﷺ:

گذشتہ صفحات میں تمام انسانوں کی موت اور خصوصی طور سے انبیاء ورسل کی موت پر دلائل پیش کیے جا چکے ہیں۔ پیش نظر سطروں میں خاتم الأنبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی موت کے دلائل پیش کیے جا رہے ہیں۔

قرآن کریم میں بڑی وضاحت کے ساتھ آپ ﷺ کی موت کا اعلان کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے خصوصی طور پر اپنے رسول محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّکَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ زمر/۳۰

[یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور بے شک یہ سب بھی مرنے والے ہیں]

نیز فرمایا:

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِکَ الْخُلْدُ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ﴾ أنبیاء/۳۴

[آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہم نے ہمیشگی نہیں دی، کیا اگر آپ مر گئے تو وہ ہمیشہ کے لئے رہ جائیں گے]۔

نیز فرمایا:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللهَ شَيْئًا وَّسَيَجْزِي اللهُ الشَّاكِرِينَ﴾ آل عمران ۱۴۴/۳

[محمد ﷺ صرف رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں، کیا اگر ان کی موت ہو جائے یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہر گز اللہ تعالی کا کچھ نہ بگاڑے گا]۔

اگر دائمی زندگی کسی کا مقدر ہوتی تو انبیاء ورسل اس کے سب سے زیادہ حقدار تھے۔ اگر کسی نبی کو موت سے رستگاری ہوتی تو سید البشر محمد ﷺ ضرور زندہ رہتے۔ لیکن موت وہ حقیقت ہے جس پر انبیاء سب سے پہلے ایمان لاتے ہیں اور اس حکم الہٰی کے سامنے اپنا سر نیاز خم کرتے ہیں۔

محمد ﷺ جو اللہ کے خلیل، اس کے چیدہ و برگزیدہ اور منتخب ومصطفیٰ رسول تھے بلکہ سارے نبیوں اور رسولوں کے امام و پیشوا اور قائد وسردار تھے جب ان کی موت کا وقت آیا تو انھیں بھی ایک گھڑی کی مہلت نہ دی گئی۔ آپ نے موت کی سختیاں برداشت کیں اور پھر رفیق اعلی سے جا ملے۔ جیسا کہ ہم اس کی تفصیلات

کتب احادیث اور کتب سیرت کی روشنی میں آئندہ صفحات میں پیش کر رہے ہیں۔

موت رسول ﷺ سے متعلق عقیدۂ صحابہ:

رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں تمام صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ تھا کہ ایک دن آپ ﷺ کی موت ہو جائے گی۔ رسول ﷺ کی وفات کے بعد بھی وہ اپنے اس عقیدہ پر قائم رہے۔ چنانچہ اس کے بے شمار دلائل ہیں، اختصار کے ساتھ چند دلائل حسب ذیل ہیں۔

① جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے اسے دوبارہ آنے کا حکم دیا۔ اس نے عرض کیا: اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں۔۔ گویا وہ موت کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے نہیں پانا تو ابوبکر کے پاس آنا۔ (بخاری)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں ایسی کئی روایات کا ذکر کیا ہے جن میں آپ ﷺ نے اپنی وفات کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے۔

② عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے مرض موت میں علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب

ہو کے فرمایا: بے شک اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ نبی ﷺ اپنی اسی بیماری میں وفات پا جائیں گے کیونکہ میں بنو مطلب کے لوگوں کی موت کے وقت چہروں کی کیفیت کو اچھی طرح جانتا ہوں۔(بخاری)

③ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی وفات کس دن ہوئی تھی؟ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: دوشنبہ (سوموار) کے دن۔(بخاری)

④ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تریسٹھ سال کی عمر میں نبی ﷺ کی وفات ہوئی۔(بخاری)

⑤ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ رسول ﷺ کے میراث میں ان کا حق انھیں دیا جائے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم نے جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہے۔(بخاری ومسلم)

⑥ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: چلو اُم ایمن کی زیارت کرتے ہیں جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ جب دونوں ان کی خدمت میں پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ دونوں نے ان سے کہا: کیوں روتی ہو؟ اللہ

کے پاس اپنے رسول کے لئے جو کچھ ہے بہت بہتر ہے۔ کہنے لگیں: میں اس لئے نہیں روتی کہ یہ مجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے پاس اپنے رسول کے لئے جو کچھ ہے بہت بہتر ہے لیکن میں اس لئے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ یہ کہہ کر انھوں نے ان دونوں کو بھی رلا دیا اور دونوں ان کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

⑦ جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد فتنہ کے زمانہ میں ایک بار فرمایا: جس نے رسول اللہ ﷺ کو ڈرایا وہ ہلاک و برباد ہوا۔ ان کے ایک بیٹے نے دریافت کیا: اب کوئی اللہ کے رسول ﷺ کو کیسے ڈرا سکتا ہے جب کہ آپ وفات پا چکے ہیں؟ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس نے مدینہ والوں کو ڈرایا اس نے مجھ کو ڈرایا۔ (مسند احمد وابن حبان وصححہ الألبانی)

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ صرف چند دلائل ہیں۔ اگر مزید دلائل اکٹھا کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ واضح رہے کہ کسی ایک صحابی سے بھی ایک قابل اعتماد روایت ایسی نہیں ملتی جس میں انھوں نے رسول اکرم ﷺ کی موت کا انکار کیا ہو۔ انکار تو دور کی بات ہے کسی نے شک تک ظاہر نہیں کیا۔ وفات کے وقت شدت غم سے تھوڑی سی بدحواسی پیدا ہوئی تھی لیکن صدیق

کی زبانی قرآنی دلائل سن کر وہ بھی فوراً ختم ہوگئی اور پھر اس پر کامل اتفاق رائے ہوگیا۔

وفاتِ رسول ﷺ امت کے لئے رحمت:

ابوموسی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے کسی امت پر رحم فرمانا چاہتا ہے، تو امت سے پہلے نبی کو وفات دیتا ہے، اور اسے امت سے پہلے امت کی ضیافت اور پیش روی کے لئے دوسری دنیا میں پہنچا دیتا ہے۔ اور جب کسی امت کو ہلاک کرنا چاہتا ہے، تو نبی کی زندگی میں اسے عذاب دیتا ہے، اور نبی کی نگاہوں کے سامنے اسے ہلاک کرتا ہے، اور اس امت کو تباہ کر کے اپنے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کرتا ہے، کیونکہ انھوں نے اسے جھٹلایا اور اس کی نافرمانی کی''۔ (مسلم)

قرب موت کے اشارے:

جب لوگ رسول اللہ ﷺ کے دین میں فوج درفوج داخل ہونے لگے۔ دعوت توحید لوگوں کے سامنے واضح ہوگئی۔ امور جاہلیت آپ کے قدموں کے

نیچے روند دیئے گئے ۔شرک و بت پرستی کا چراغ گل ہو گیا۔آپ ﷺ نے اپنی عمر کا آخری حج اپنے صحابہ کے ساتھ ادا فرمالیا۔آپ نے اپنی محنت کا ثمرہ میدان عرفات میں اس ہجوم کے ذریعہ دیکھ لیا جو آپ کی ایک ایک سنت پر مر مٹنے والے تھے۔آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو گئی۔ پھر اللہ تعالی نے مختلف انداز سے آپ کو یہ اطلاع دی کہ آپ کو جس مہم پر مامور کیا گیا تھا اس کی تکمیل ہو چکی ہے۔ آپ اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر اب اس دنیا سے رخصت ہونے کی تیاری کریں تا کہ اپنے رب کے پاس پہنچ کر وہ انعام واکرام حاصل کریں جو اس نے آپ کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ وہ یقیناً اس دنیا سے کہیں زیادہ بہتر ہے اور آپ کو آپ کا رب اس قدر عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

نبی ﷺ کی حیات مبارکہ کی آخری منزل میں ہمیں متعدد ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو آپ کی موت کے قریب ہونے کے اشارے دیئے۔ چند واقعات مندرجہ ذیل ہیں:

① سورۃ النصر کا نزول

عمر فاروق اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۃ النصر کے نزول کو اللہ کی جانب سے نبی ﷺ کو آپ کی موت کے قریب ہونے کی اطلاع سے تفسیر کی ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ان سے یہ قول مروی ہے۔اس سورت میں یہ کہا گیا ہے کہ جب اللہ نے

ملک عرب کو فتح کر دیا، لوگ اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہونے لگے، تو اب آپ کی مدت حیات ختم ہونے کے قریب ہے۔ اب آپ ہم سے ملاقات کی تیاری کیجئے۔ تحمید واستغفار کیجئے۔ کیونکہ آپ حق رسالت ادا کر چکے ہیں اور آپ کی بعثت کا مقصد حاصل ہو چکا ہے۔ آیئے اور انعام لیجئے۔ ہمارے پاس آپ کے لئے جو کچھ ہے وہ دنیا سے بہت زیادہ بہتر ہے۔

② تکمیل دین کی آیت کا نزول

جب تکمیل دین کی آیت نازل ہوئی تو کبار صحابہ نے اس بات کو محسوس کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دن قریب آ گئے ہیں، بلکہ عمر رضی اللہ عنہ یہ آیت سن کر رو پڑے، دریافت کرنے پر جواب دیا کہ جب کوئی چیز مکمل ہو جاتی ہے تو پھر کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ گویا انھوں نے نبی ﷺ کی وفات کا اندازہ لگایا۔ (ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر)

تکمیل دین کی آیت سے مراد قرآن مجید میں اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے:

﴿اَلْیَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِیْتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِیْناً﴾ المائدہ/۳

[آج میں نے تمھارے لئے تمھارے دین کو کامل کر دیا، اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا، اور تمھارے لئے اسلام کے دین ہونے پر

رضا مند ہو گیا]

③ قرآن پاک کا دوبار مراجعہ

وفات سے چند دن پہلے کی بات ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور انھیں اپنے پاس بٹھا کر سرگوشانہ کچھ باتیں کیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے اس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کوئی ایک بات کہی تو وہ رو پڑیں پھر آپ نے کوئی دوسری بات کہی تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے میں آپ کا یہ راز افشاء نہیں کر سکتی۔

وفات کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ہر سال جبریل علیہ السلام مجھ سے ایک بار قرآن سنا کرتے تھے، اس سال مجھ سے دوبار سنا ہے، مجھے ایسا لگتا ہے کہ میری موت قریب آگئی ہے اور میرے اہل بیت میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے آکر ملوگی۔ اس بات پر فاطمہ رضی اللہ عنہا روئی تھیں اور جب نبی ﷺ نے یہ فرمایا: کیا تم تمام جنّتی عورتوں کی سردار ہونے پر راضی نہیں ہو؟ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں۔ (بخاری ومسلم)

④ دنیا اور آخرت میں سے ایک کا انتخاب

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک تقریر میں

ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں یقیناً اپنی اس جگہ سے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر فرمایا: ایک بندے پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی تو اس نے آخرت کو اختیار کیا۔ فرماتے ہیں کہ اس بات کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہ سمجھ سکا۔ ان کی دونوں آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور وہ روتے ہوئے کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے ماں باپ اور اپنے جان و مال کو آپ پر قربان کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا: اس بڈھے کو دیکھو رسول اللہ ﷺ تو ایک بندے کے بارے میں یہ بتا رہے ہیں کہ اللہ نے اسے اختیار دیا کہ دنیا کی چمک دمک اور زیب و زینت میں سے جو چاہے اللہ اسے دے دے یا وہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے اسے اختیار کرلے اور یہ بڈھا کہہ رہا ہے کہ ہم اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ پر قربان (لیکن چند دن بعد واضح ہوا کہ) جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا وہ خود رسول اللہ ﷺ تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ صاحب علم تھے۔ (بخاری و مسلم)

گذشتہ سطروں میں آپ نے ملاحظہ کیا کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کو ان کی موت کے قریب ہونے کے اشارے دیئے۔ آیئے اب دیکھتے ہیں کہ خود نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے صحابۂ کرام کو متعدد مقامات پر مختلف انداز سے اپنی وفات کے قریب ہونے کے اشارے دیئے۔

① آپ نے ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا: ''مجھ سے اپنے

حج کے مناسک وعبادات سیکھ لو شاید اس حج کے بعد میں دوبارہ حج نہ کرسکوں‘‘۔ (صحیح مسلم)

② حجۃ الوداع سے واپس ہوتے ہوئے راستہ میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار اے لوگو! میں ایک بشر ہوں قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد آجائے اور میں اس کے پاس چلا جاؤں۔ (صحیح مسلم)

③ حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ کے معمولات سے یہ صاف طور پر ظاہر ہو رہا تھا کہ آپ سفر کی تیاری کررہے ہیں۔ آپ شہداء احد کی قبروں کے پاس گئے اور ان کے لئے دعا فرمائی گویا آپ زندوں اور مردوں دونوں کو قریب سے رخصت کررہے ہوں۔ (بخاری)

④ آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے ہوئے وصیت فرمائی اور اس میں یہ بھی فرمایا: ’’شاید اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہ کرسکو اور میری مسجد اور قبر کے پاس سے گذرو‘‘۔ یہ کہنا تھا کہ معاذ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی جدائی سوچ کر رو پڑے۔ (مسند احمد)

⑤ نبی ﷺ کی سنت مبارکہ تھی کہ آپ ہر سال ماہ رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔ (بخاری)

مرضِ موت:

صفر سنہ ۱۱ ہجری کے اواخر میں آپ ﷺ بیمار پڑے۔ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے مکان میں آپ کی بیماری دردِ سر کے ساتھ شروع ہوئی۔ کبھی کبھار بخار آجایا کرتا۔ دن بہ دن بیماری بڑھتی ہی گئی۔

جب آپ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کرگئی تو آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیماری کے دن گذارنے کی اجازت چاہی اور سب نے آپ کو اس کی اجازت دے دی۔ آپ فضل بن عباس اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے کندھوں سے ٹیک لگا کر ان دونوں کے سہارے عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے۔ آپ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور آپ کے پیر زمین پر گھسٹ رہے تھے۔

جب آپ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کرتی تو معوذات پڑھ کر اپنے آپ پر دم کرلیا کرتے۔ آخری وقت میں عائشہ رضی اللہ عنہا دعا پڑھ کر آپ پر دم کرتیں اور آپ کے دست مبارک کو آپ کے جسم پر پھیرا کرتیں۔ (بخاری ومسلم)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کرگئی تو آپ نے فرمایا: ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو صلاۃ پڑھائیں۔ فرماتی ہیں کہ

میں نے کہا: ابوبکر نرم دل، ہلکی آواز والے اور قرآن پڑھتے ہوئے بہت رونے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں حکم دو کہ وہ لوگوں کو صلاۃ پڑھائیں۔ میں نے پھر وہی بات دہرائی۔ آپ نے فرمایا: تم یوسف علی علیہ السلام کے دور کی عورتوں کی مانند ہو۔ ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو صلاۃ پڑھائیں۔ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میں یہ بات اس لئے کہہ رہی تھی کیونکہ میں چاہتی تھی کہ یہ معاملہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہٹ جائے کیونکہ میں سمجھتی تھی کہ لوگ ایسے آدمی کو پسند نہیں کریں گے جو آپ کی جگہ پر کھڑا ہوا، کبھی کوئی واقعہ ہوا تو لوگ اس سے بدشگونی لیں گے۔ لہذا میں چاہتی تھی کہ یہ معاملہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہٹ جائے۔ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے ایک بار اپنے آپ کو صحابہ کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ میں نے جس کی پیٹھ پر کوڑے مارے ہوں، میری پیٹھ حاضر ہے، آج وہ مجھ سے بدلہ لے لے۔ میں نے اگر کسی کو گالی دی ہے اور اس کی آبرو پر حملہ کیا ہے تو یہ میری آبرو پیش ہے، وہ مجھ سے اپنا بدلہ لے لے۔ پھر آپ منبر سے اترے۔ صلاۃ ظہر ادا کی اور اس کے بعد پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور حقوق کی گفتگو جاری رکھی۔ ایک شخص نے کہا: میرے تین درہم آپ پر نکلتے ہیں، آپ نے فرمایا: اے فضل! ان کو تین درہم دے دو۔ ایک اور شخص نے کہا کہ اس نے تین درہم مال غنیمت میں سے چوری سے لے لی تھی، آپ نے فضل کو حکم دیا کہ وہ تین درہم

اس شخص سے لے لیں۔ پھر آپ نے انصار کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔ (بخاری ومسلم)

جب نبی ﷺ مرض الموت سے دوچار تھے تو صحابۂ کرام اپنا گھر بار، کھانا پینا اور آرام وراحت چھوڑ کر مسجد نبوی میں جمع ہو گئے تھے۔ مسجد بھری ہوئی رہتی تھی۔ کسی کو نہ کھانے میں کوئی مزا تھا اور نہ نیند میں کوئی لطف، بس سب کی ایک ہی بات تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی کیا خبر ہے؟

بیماری کی کل مدت دس دن ہے جیسا کہ صحیح سند سے بیہقی میں مروی ہے۔ (فتح الباری)

کئی دن تک شدید بیماری کے باوجود نبی ﷺ صلاتوں میں لوگوں کی امامت فرماتے رہے۔ جب بیماری کا بوجھ بہت بڑھ گیا اور مسجد جانے کی استطاعت نہ رہی تو آپ نے پوچھا: کیا لوگوں نے صلاۃ پڑھ لی؟ بتایا گیا کہ نہیں، لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرے لئے ٹب میں پانی رکھو۔ پھر آپ نے غسل کر کے اٹھنا چاہا لیکن آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر افاقہ ہوا تو آپ نے یہی پوچھا: کیا لوگوں نے صلاۃ ادا کر لی؟ ایسا دو تین بار ہوا کہ آپ غسل کرتے اور پھر بیہوش ہو جاتے۔ لوگ مسجد میں بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صلاۃ پڑھانے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے بیماری میں

کمی محسوس کی تو باہر تشریف لائے۔ لوگ صلاۃ عشاء کے لئے انتظار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ دو آدمیوں کا ٹیک لگا کر چل رہے تھے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا۔ آپ ﷺ نے اپنی جگہ پر رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر آکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ آپ نے صلاۃ پڑھائی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی اقتدا کرتے ہوئے لوگوں کو کھڑے ہوکر صلاۃ پڑھائی۔ (بخاری ومسلم)

مرض موت میں نبی ﷺ کی وصیتیں:

نبی کریم ﷺ سخت بخار کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ وفات کی گھڑی قریب تھی۔ موت کی سختیاں جھیل رہے تھے۔ مگر اپنی امت سے غافل نہیں تھے۔ جب بھی تھوڑا سا افاقہ ہوتا فوراً امت کا خیال آتا۔ انھیں نصیحت کرتے۔ فتنوں سے آگاہ اور خبردار کرتے۔

آپ ﷺ اپنی امت کی ہدایت کے سخت حریص تھے۔ آپ نے امت کے خیرخواہی کے لئے کوئی لمحہ ضائع نہیں کیا۔ موت کے سخت ترین حالات میں بھی یہی خیال رہا کہ کہیں امت پچھلی قوموں کی طرح راہ حق سے بھٹک نہ جائے۔

بیماری کے ایام میں رسول اللہ ﷺ نے امت کو بہت ساری نصیحتیں اور

وصیتیں فرمائیں جن کو ایک ایک کر کے ہم آگے ذکر کر رہے ہیں۔

❶ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہود ونصاری پر اللہ کی لعنت ہو، انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود ونصاری کے عمل سے اپنی امت کو خبردار اور متنبہ کر رہے تھے تاکہ یہ لوگ اس گناہ میں نہ پڑ جائیں۔ (بخاری ومسلم)

اس موضوع کی احادیث اور مرویات سے بہ تفصیل آگاہی کے لئے محدث عصر شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتاب ''تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد'' کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

❷ اللہ تعالی سے ہمیشہ خوش گمان رہنا

جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت سے تین دن پہلے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کی موت آئے تو اسے اللہ کے ساتھ خوش گمان ہونا چاہیئے۔ (مسلم)

❸ جزیرۂ عرب سے مشرکوں کو نکال دینا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جزیرۂ عرب سے مشرکوں کو نکال باہر کرو۔

(بخاری ومسلم)

❹ رکوع اور سجدہ میں قرآن نہ پڑھنا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پردہ ہٹایا جب کہ آپ مرض الموت میں گرفتار تھے۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا؟ (تین بار فرمایا) مبشرات نبوت میں سے صرف نیک خواب ہی بچا ہے جسے کوئی نیک آدمی دیکھے یا کسی نیک آدمی کے لئے دیکھا جائے۔ خبردار! مجھے رکوع اور سجدے میں تلاوت قرآن سے منع کیا گیا ہے۔ جب رکوع کرو تو اس میں اللہ کی عظمت بیان کرو اور جب سجدہ کرو تو دعا میں خوب کوشش کرو کیونکہ اس میں قبولیت کی بہت امید ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم)

❺ انصار کا خیال رکھنا

اسی مرض الموت میں ایک دن نبی ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: لوگوں کی تعداد بڑھے گی اور انصار کی تعداد کم ہوتی جائے گی، یہاں تک کہ وہ کھانے میں نمک کے برابر ہو جائیں گے۔ جس شخص کو کوئی ذمہ داری ملے جس سے وہ کسی کو ضرر اور کسی کو نفع پہنچا سکے، وہ انصار کا خیال رکھے۔ ان کے نیکوں کا شکر گذار ہو اور ان کے بروں کو معاف کرے۔ یہ نبی ﷺ کی آخری مجلس تھی۔ (بخاری)

❻ صلاۃ، صلاۃ اور زیردستوں کا خیال رکھنا

آپ ﷺ کی آخری بات اور آخری وصیت جس کی آپ نے بار بار تاکید کی وہ یہ تھی: صلاۃ صلاۃ اور جو تمھارے زیر دست ہیں۔ (یعنی نماز اور اپنے غلاموں کا خیال رکھنا)۔ (ابن ماجہ وصحہ الألبانی)

موت کی سختیاں

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو بخار تھا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے چھو کر دیکھا تو کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو سخت بخار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، مجھے دو آدمیوں کے برابر بخار ہے۔ میں نے کہا: کیا اس بنا پر کہ آپ کو دہرا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، بات ایسی ہی ہے۔ اگر کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے، کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بڑی کوئی تکلیف ہوتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور اس کی برائیاں ایسے جھڑ جاتی ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت آپ میری گود میں تھے۔ آپ کے بعد اب موت کی شدت کو میں کسی کے

لئے ناپسند نہیں کرتی۔ (بخاری)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے آسان موت ہونے پر کسی پر رشک نہیں آتا کیونکہ نبی ﷺ کی موت کی سختیاں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تکلیف ومصیبت میں کسی اور شخص کو نہیں دیکھا۔ (بخاری ومسلم)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کے فرمایا: عائشہ! میں نے جو زہر آلود کھانا خیبر میں کھایا تھا اس کی تکلیف کو محسوس کر رہا ہوں۔ وہ زہر اس وقت میرے دل کی رگوں کو کاٹ رہا ہے۔ (بخاری)

ایک اور حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے اوپر اللہ کی ایک نعمت یہ رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے گھر ہوئی۔ اس دن میری باری تھی اور آپ میری گود میں تھے۔ موت کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے اور آپ کے لعاب کو اکٹھا کر دیا۔ (بخاری ومسلم)

انبیاء پر موت کی سختیوں کی حکمت:

انبیاء پر موت کی سختی میں نہ ہی کوئی نقص وعیب کی بات ہے اور نہ ہی یہ کوئی سزا یا عذاب ہے بلکہ اس کے دو فائدے ہیں:

❶ اس کے ذریعہ ان کے فضائل کی تکمیل، ان کے اجر وثواب کی زیادتی اوران کے درجات میں بلندی ہوتی ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''سب سے زیادہ مصیبتیں انبیاء پر آتی ہیں پھر جوان کے مثل ہو پھر جوان کے مثل ہو۔ ہر آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزمائشوں میں مبتلا کیا جاتا ہے''۔(ترمذی وابن ماجہ)

❷ انبیاء پر موت کی شدت سے دیگر انسانوں کو موت کی شدت کا علم ہو جاتا ہے اورانھیں اس بات کا پورا یقین ہو جاتا ہے کہ جب سچے انبیاء اللہ کے نزدیک اپنے شرف واعزاز کے باوجود موت کی سختیوں اوراس کے دکھ درد کو جھیلتے ہیں تو دیگر لوگوں پر موت کس قدر سخت ہوگی۔

محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ نے کیا خوب لکھا ہے: جناب رسول اللہ ﷺ اشرف انبیاء، شافع روز جزاء، محمد مصطفیٰ کی بیماری اتنی سخت تھی کہ ساری امت میں اتنی سخت کسی کو نہیں آئی۔ اس میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جتنا رحمت للعالمین کا مرتبہ، مقام اور حیثیت ہے، ابتلا بھی اسی درجہ بڑھ کر آئی ہے۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے تکلیفوں اور مصیبتوں کو سہنے اور برداشت کرنے کی ہمت اور توفیق بھی آپ کو شایان شان عطا ہوئی ہے۔ آپ کا صبر، حوصلہ، پامردی، اور بردباری بے مثال ہے۔اس لئے آپ بیماریوں کی سختی کے پہاڑ، دکھوں، دردوں، غموں، اندوہوں

کے آسمان بخوشی خاطر اٹھا لیتے تھے۔ اور درجے بھی اسی طرح عدیم النظیر رکھتے تھے۔ یوں سمجھئے کہ آپ کی شان بھی سب سے بڑھ کر، آپ کی مصیبت اور آزمائش بھی سب سے زیادہ، آپ کا صبر بھی سب سے نرالا، آپ کا ثواب اور اجر بھی اولاد آدم سے اونچا۔ (مسلمان کا سفر آخرت/ص ۵۵)

وفات سے چند دن پہلے:

وفات سے پانچ روز پہلے کی بات ہے۔ بدھ کا دن تھا۔ آپ ﷺ سخت بخار میں مبتلا تھے۔ اس دن جسم کی حرارت میں مزید شدت آگئی اور تکلیف اس قدر بڑھ گئی کہ آپ بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو آپ نے فرمایا: مجھ پر ایسے سات مشکیزوں کا پانی ڈالو جن کے بندھن ابھی نہ کھولے گئے ہوں تاکہ میں لوگوں کے پاس جا کر وصیت کر سکوں۔ چنانچہ آپ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک لگن میں بٹھا دیا گیا پھر آپ پر پانی ڈالا گیا یہاں تک کہ آپ اشارہ سے ''بس، بس'' فرمانے لگے۔ پھر جب آپ نے اپنے جسم میں چستی اور مرض میں افاقہ محسوس کیا تو آپ لوگوں کے پاس مسجد میں تشریف لائے۔ سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ لوگ آپ کے چاروں طرف جمع تھے۔ آپ ﷺ نے انھیں صلاۃ پڑھائی اور ایک تقریر فرمائی۔ (بخاری ومسلم)

وفات سے چار دن پہلے کی بات ہے۔ جمعرات کا دن تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کرگئی تھی۔ آپ نے فرمایا: لاؤ میں تمھارے لئے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو۔ اس وقت گھر میں کئی لوگ تھے ان میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے۔ تمھارے پاس قرآن موجود ہے۔ اللہ کی کتاب تمھارے لئے کافی ہے۔ گھر والوں میں اختلاف ہوگیا۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ نبی ﷺ سے تحریر لکھوالیا جائے اور کوئی عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق کررہا تھا۔ جب یہ اختلاف کافی بڑھ گیا اور شور و ہنگامہ ہونے لگا تو نبی ﷺ نے سب کو حکم دیا کہ یہاں سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو موت کی سخت تکلیف ہوئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے تکلیف، آپ ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تمھارے باپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ تمھارے باپ کے پاس وہ چیز آئی ہے جو کسی کو چھوڑنے والی نہیں ہے۔ (یعنی موت)۔ اب ملاقات بروز قیامت ہوگی۔ (بخاری)

آپ ﷺ کے سامنے کٹورے میں پانی تھا۔ آپ اس میں اپنے دونوں ہاتھ داخل کرتے۔ اس سے اپنا منہ پوچھتے اور فرماتے: لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا

کوئی لائق عبادت نہیں) یقیناً موت کی سختیاں ہیں۔(بخاری)

زندگی کا آخری دن:

دوشنبہ (سوموار) کا دن تھا۔ ربیع الأول کی بارہ تاریخ تھی۔ فجر کی صلاۃ کا وقت تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ کی امامت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے حجرۂ عائشہ کا پردہ ہٹایا۔ آپ کھڑے ہو کر صحابہ کو دیکھ رہے تھے۔ رخ زیبا مصحف کے ورق کی طرح چمک رہا تھا۔ مسکراتے ہوئے چہرہ کھلا ہوا تھا۔ صحابہ مارے خوشی کے نبی ﷺ کے دیدار مبارک سے صلاۃ توڑ دینا چاہتے تھے۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ آپ ﷺ صلاۃ کے لئے نکل کے آنے والے ہیں۔ لیکن آپ نے صلاۃ پوری کرنے کا اشارہ کیا اور پردہ گرا دیا۔ پھر اسی دن آپ ﷺ کی وفات ہو گئی۔(بخاری)

زندگی کی آخری ساعت

پھر زندگی کی آخری گھڑی آ گئی۔ آپ ﷺ کا سر عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر آ گئے۔ ان کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے دیکھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان کے ہاتھ سے لے کر اسے نرم کیا اور آپ ﷺ کو دیا پھر آپ ﷺ نے خوب اچھی طرح مسواک فرمایا۔ جب آپ فارغ ہو گئے تو آپ نے اپنا ہاتھ

اٹھایا یا اپنی انگلی اٹھائی پھر آپ کی نگاہیں چھت کی طرف اٹھ گئیں۔ آپ کے ہونٹوں کو حرکت ہوئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کان لگائے تو یہ سنائی دیا: مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى (ان لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ۔ اے اللہ میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور مجھ کو رفیق اعلیٰ سے ملا دے)۔ آپ نے آخری جملہ تین بار دہرایا۔ یہ آپ کی زندگی کا آخری کلام تھا۔

(بخاری و مسلم اور دیگر کتب حدیث کی متعدد روایات کا خلاصہ)

پھر آپ کا سر لڑھک گیا۔ آپ کے منہ سے ٹھنڈا جھاگ نکل کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں گرا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سر تکیہ سے ٹیک دیا۔ آپ کی روح نکل گئی، ہاتھ جھک گیا اور آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ (بخاری)

غمہائے بیکراں

عائشہ رضی اللہ عنہا کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ ان آنکھوں کو اشکبار ہونا ہی چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کی تکلیف کوئی معمولی تکلیف نہیں۔ اس سے دل و جگر کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اِنا للہ و اِنا اِلیہ راجعون۔ ہمارے ماں باپ اور ہماری جان و مال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان

ہوں۔

نہایت تیزی سے موتِ رسول ﷺ کی خبر تمام صحابہ میں پھیل گئی۔ دنیا ان پر تاریک ہوگئی۔ اتنی بڑی مصیبت تھی کہ صحابہ حیران و ششدر تھے۔ گریہ وزاری کا عالم تھا۔ ان کی حالت ایسی تھی جیسے بارش کی ٹھنڈی رات میں بکریاں ڈری اور سہمی ہوئی ہوں۔ انھیں اس کا حق تھا کہ صحابہ ہر خوف کی بات میں رسول ﷺ کے پاس پہنچ جاتے تھے اور آسمان سے رابطہ کا سلسلہ جاری تھا۔ جبریل وحی الٰہی لے کر آیا کرتے تھے۔ اب جبریل کہاں آئیں گے؟ اب وحی کس کے پاس آسکتی ہے؟ یہ ایک بہت بڑی مصیبت تھی جس نے سارے مسلمانوں کو تڑپا دیا تھا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا موقف:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سوموار کے دن رسول اللہ ﷺ کی حالت میں افاقہ محسوس کیا تو صبح سویرے اجازت لے کر مقام سنح میں اپنے مکان کی طرف چلے گئے۔ وفات کی خبر پا کر گھوڑے پر سوار ہو کر سیدھے مسجد نبوی پہنچے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں داخل ہوئے۔ آپ کی آنکھیں غم واندوہ سے اشکبار تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی مبارک لاش پر ایک یمنی چادر ڈال دی گئی تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چہرے سے چادر ہٹائی۔ آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا

اور روتے ہوئے فرمایا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور موت کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالی آپ پر دو موتیں اکٹھا نہیں کرے گا۔ جو موت اللہ نے آپ پر لکھ دیا تھا وہ آپ مر چکے۔ اس کے بعد دوبارہ نبی ﷺ کے روئے مبارک پر چادر واپس لوٹا دی۔ پھر مسجد نبوی میں نکل کے آئے۔ (بخاری وغیرہ)

مسجد نبوی میں عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے خطاب کرر ہے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر ٹھہرو، خاموش ہو جاؤ، لیکن وہ نہ مانے اور بولتے رہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ کیفیت دیکھی کہ وہ خاموش نہیں ہو رہے ہیں تو آپ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر خطاب شروع کر دیا۔ جب لوگوں نے آپ کی بات سنی تو عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر آپ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: اے لوگو جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد ﷺ مر چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے کہ اللہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ﴾ آل عمران/۱۴۴

[محمد ﷺ صرف رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں، کیا اگر ان کی موت ہو جائے یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہرگز اللہ تعالی کا کچھ نہ بگاڑے گا]۔

راوی کہتے ہیں: اللہ کی قسم! گویا لوگوں کو علم ہی نہ تھا کہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے حتی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت فرمائی۔ لوگوں نے ان سے سن کر یاد کیا اور ان کی زبانوں پر جاری ہو گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت سنی تو میں حیران ہو گیا اور میرے قدموں کے نیچے سے زمین کھسک گئی۔ میرے قدم مجھے سنبھال نہیں پا رہے تھے۔ مجھے اس آیت کی تلاوت سن لینے کے بعد نبی ﷺ کی موت کا یقین ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت سننے کے بعد جس شخص کو دیکھو اسی آیت کی تلاوت کر رہا تھا۔ (بخاری)

نبی ﷺ کی وفات کے بعد ہی مسلمانوں نے سقیفۂ بنی ساعدہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خلافت کی بیعت کی تاکہ شیطان کو مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کرنے کا موقعہ نہ مل سکے، نفسانی خواہشات اپنا کھیل نہ دکھا سکیں اور وفات رسول ﷺ کے بعد بھی مسلمان اتحاد و اتفاق کے ساتھ ایک امیر کے پرچم تلے اپنے انتظامات باقی اور جاری رکھیں۔ نبی ﷺ کی تجہیز و تکفین کا انتظام بھی انھیں

اہم امور میں سے ایک تھا۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد بیعت خلافت نہایت اہم اور بابرکت کارگزاری تھی جس سے مسلمان بہت ساری آفتوں سے محفوظ ہوگئے۔

جسم مبارک کی تجہیز و تکفین:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کو غسل دینا چاہا تو کہنے لگے: واللہ! ہمیں نہیں معلوم کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے کپڑے اتار کر آپ کو غسل دیں جیسا اپنے مردوں کے ساتھ کرتے ہیں یا آپ ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیں؟ جب اختلاف ہوگیا تو اللہ نے ان پر نیند ڈال دی، یہاں تک کہ ہر شخص کی ٹھوڑی نیند کے مارے اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔ اچانک گھر کے ایک گوشہ سے ایک اجنبی آواز سنائی دی کہ نبی ﷺ کو آپ کے کپڑوں ہی میں غسل دیا جائے۔ صحابہ اٹھے اور قمیص سمیت آپ ﷺ کو غسل دیا۔ قمیص کے اوپر پانی ڈالتے جاتے تھے اور اپنے ہاتھوں کے بجائے قمیص ہی سے ملتے جاتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر وہ بات مجھے پہلے ہی معلوم ہوگئی ہوتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو نبی ﷺ کو آپ کی بیویوں نے ہی غسل دیا ہوتا۔ (ابوداود وحسنہ الألبانی)

پھر رسول اللہ ﷺ کو مقام سحول کی بنی ہوئی روئی کی تین سفید چادروں میں کفن دیا گیا جس میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔ (بخاری)

جب آپ ﷺ کے غسل و تکفین سے فارغ ہو گئے تو آپ کی وفات کی جگہ پر عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہی آپ کو دفن کیا گیا۔(بخاری)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگوں کو آپ کے دفن سے متعلق اختلاف ہوا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ سے ایک حدیث سنی ہے جسے میں بھولا نہیں ہوں، وہ یہ ہے کہ اللہ نے ہر نبی کی روح اسی جگہ قبض کی ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتا ہے۔ آپ کو آپ کے بستر کی جگہ ہی دفن کرو۔ (ترمذی وصححہ الألبانی)

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تو میں دیکھنے لگا کہ میت کے جسم میں کیا تبدیلی ہوتی ہے لیکن میں نے کچھ نہیں پایا۔ آپ زندہ و مردہ ہمیشہ پاکیزہ تھے۔ (ابن ماجہ وصححہ الألبانی))

رسول ﷺ کی وفات جس بستر پر ہوئی تھی اسے ہٹایا گیا اور اسی کے نیچے آپ کی قبر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کھودی پھر قبر کے کنارے آپ کی چارپائی رکھ دی گئی اور لوگ یکے بعد دیگرے تنہا تنہا صلاۃ جنازہ پڑھنے کے لئے کمرے میں آنے لگے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں: آپ ﷺ کی صلاۃ جنازہ سب نے الگ الگ تنہا تنہا پڑھی، کسی نے امامت نہیں کی۔ یہ ایسا اجماعی مسئلہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ (سیرت النبی لابن کثیر ۵۲۸/۴)

پھر آپ کو قبر مبارک میں اتارا گیا۔غم والم اور آنسوؤں کے ساتھ آپ کی قبر پر مٹی ڈالی گئی۔ آپ کی قبر بغلی تھی اور اس پر نو کچی اینٹیں نصب کی گئی تھیں۔ سعد بن اُبی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: میرے لئے بغلی قبر بناؤ اور مجھ پر کچی اینٹیں نصب کرو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ (مسلم)

آپ ﷺ کی وفات کے دو دنوں کے بعد بدھ کی رات آپ کو دفن کیا گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہمیں رسول ﷺ کے دفن کئے جانے کی اطلاع اس وقت ہوئی جب بدھ کی رات ہم نے رات کے اندھیروں میں کدال کی آواز سنی۔ (شمائل ترمذی)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرے باپ کی تکلیف، یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج کے بعد تمھارے باپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ جب آپ ﷺ کی موت ہوگئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرے باپ جس نے رب کی پکار پر لبیک کہا۔ ہائے میرے باپ جس کا ٹھکانہ جنت فردوس ہے۔ ہائے میرے باپ

ہم جبریل کو آپ کی وفات کی خبر دیتے ہیں۔ جب رسول ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی ﷺ پر مٹی ڈالتے ہوئے تمھارے دلوں کو کیسے اچھا لگا۔ (بخاری)

رسول اکرم ﷺ سے صحابہ کی بے پناہ محبت کے باوجود آپ ﷺ کی وفات پر کوئی نوحہ یا ماتم نہیں ہوا کیونکہ آپ ﷺ نے نوحہ کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

نبی ﷺ اپنی وفات کے وقت تریسٹھ سال کے تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان مروی ہے۔ نیز انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی وفات بھی تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی۔ (صحیح مسلم)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کے سر اور داڑھی کے کل بیس بال بھی سفید نہیں ہوئے تھے۔ (بخاری ومسلم)

قبر رسول ﷺ کی زیارت:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے مرض موت میں ارشاد فرمایا: ''یہود ونصاری پر اللہ کی لعنت ہو، انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ

گاہ بنالیا''۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اگر یہ بات نہ ہوتی (کہ لوگ آپ کی قبر کو بھی سجدہ گاہ بنالیں گے) تو آپ کی قبر کو ظاہر کیا گیا ہوتا (یعنی آپ کو گھر کے اندر نہ دفن کیا گیا ہوتا اور آپ کی قبر کو چاروں طرف سے دیواروں سے گھیر کر نہ بند کیا گیا ہوتا) لیکن آپ کی قبر کو سجدہ گاہ بنائے جانے کا خوف تھا۔ (بخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بنانا اور مجھ پر درود پڑھنا، تم جہاں بھی رہو تمھارا درود مجھ تک پہنچتا ہے۔ (ابوداود وصححہ الألبانی)

سفیان تمار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کی قبر کو دیکھا، اسے کوہان نما بنایا گیا تھا۔ (بخاری)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے آتے مسجد نبوی میں داخل ہوتے پھر قبر پہ آتے اور کہتے: السلام علیک یارسول اللہ، السلام علیک یا أبا بکر، السلام علیک یا أبتاہ۔ (بیہقی وصححہ الألبانی)

صحابی کے مذکورہ عمل سے استدلال کرتے ہوئے اہل علم فرماتے ہیں کہ سفر کے لئے نکلنے سے پہلے یا سفر سے آنے کے بعد کوئی حرج نہیں کہ ایک شخص قبر رسول ﷺ کی زیارت کرے، درود پڑھے، آپ ﷺ اور آپ کے بغل میں مدفون دونوں صحابی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے لئے دعا کرے۔

البتہ واضح رہے کہ قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت سے مدینہ کا سفر کرنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور خلاف ورزی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''کجاوے نہ کسے جائیں مگر تین مسجدوں کے لئے: مسجد حرام اور میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ''۔ (متفق علیہ)

یہاں اس بات کی وضاحت نہایت ضروری ہے کہ قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ترغیب دینے والی کوئی ایک بھی روایت اور حدیث صحیح نہیں ہے جیسا کہ علماء حدیث مثلاً امام ابن تیمیہ اور ان سے پہلے امام نووی وغیرہ اس کی صراحت اور وضاحت فرما چکے ہیں۔ علامہ احمد بن یحیی النجمی نے اپنی کتاب (أوضح الإشارة في الرد على من أجاز الممنوع من الزيارة) میں قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے متعلق ہر حدیث پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور واضح کیا ہے کہ کوئی ایک روایت بھی قابل قبول نہیں ہے بلکہ ہر ایک یا تو ضعیف ہے یا موضوع ہے۔

وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہ کا طرز عمل:

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے آپ کی آمد سے تمام چیزیں روشن ہوگئیں اور جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تمام

چیزیں تاریک ہوگئیں۔ ابھی آپ کے دفن سے ہم اپنے ہاتھوں سے مٹی جھاڑ رہے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں میں اجنبیت محسوس کی۔ (ترمذی وابن ماجہ)

رسول ﷺ کی وفات سے عقل وہوش اڑ گئے۔ دلوں پر خوف طاری ہوگیا۔ لوگ حیران وششدر تھے۔ رسول ﷺ نے اپنی تعلیم سے دنیا کا گوشہ گوشہ معمور ومنور کردیا تھا۔ آپ کی وفات سے ایک زبردست خلا پیدا ہوگیا۔ لوگوں پر اس کا ایک ناقابل برداشت اثر تھا۔ مصیبت اتنی بڑی تھی کہ سارے صحابہ دہل گئے۔ مدینہ میں گویا زلزلہ آگیا۔ کوئی ہوش کھو بیٹھا۔ کسی پر خاموشی طاری ہوگئی۔ عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے، رسول ﷺ کی موت کی خبر دینے والے کو دھمکی دیتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اللہ کی قسم! میں جسے رسول ﷺ کی موت کی خبر دیتے سنوں گا اسے اپنی اس تلوار سے ماردوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر صحابہ پر بجلی بن کر گری۔ آپ ﷺ انھیں پنجوقتہ صلاۃ پڑھاتے تھے۔ مریضوں کی عیادت کرتے تھے۔ ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے تھے۔ ان کی ضرورتوں میں کام آتے تھے۔ یتیموں کے باپ اور بیواؤں کے غمخوار تھے۔

تعزیت وتسلی کے لئے ہمارا طرز عمل:

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''جب کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری موت کی مصیبت یاد کرے کیونکہ میری موت سب سے بڑی مصیبت ہے''۔ (اس کے یاد آنے سے باقی مصیبتیں آسان ہو جائیں گی)۔ صحیحہ/١١٠٦۔

سنن ابن ماجہ میں صحیح سند کے ساتھ الفاظ کچھ اس طرح وارد ہیں: ''اے لوگو! جب کسی انسان یا کسی اہل ایمان کو کوئی مصیبت پہنچے تو میری موت پر اپنی مصیبت یاد کر کے تسلی کر لے کیونکہ میری امت کے کسی شخص کو میرے بعد میری موت کی مصیبت سے بڑھ کر کسی کی موت کی مصیبت نہ ہو گی''۔ صحیحہ/١١٠٦

نبی ﷺ کی وفات کی مصیبت سب سے بڑی مصیبت ہے۔ آپ کی وفات کی مصیبت کے پہاڑ کے سامنے ہر کسی کو اپنی مصیبت رائی کے دانے کی طرح نظر آئے گی۔ آپ کی وفات قیامت کی سب سے پہلی علامت ہے۔ آپ کے بعد اب آسمان سے وحی نازل ہونے کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ نبیوں اور رسولوں کی آمد و بعثت کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔ وفات کے بعد سے ہی فتنہ وفساد کا آغاز ہو گیا۔ بہت سے عرب قبیلے مرتد ہو گئے۔ نفاق نے اپنا سر اٹھا لیا۔ یہودیت ونصرانیت کی بیماریاں در آنے لگیں۔ دین رفتہ رفتہ کم ہونے لگا۔ نبی ﷺ کی حیات مبارکہ

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے امن وامان کی ضامن تھی اور آپ کے صحابہ کی بقا آپ کی امت کے لئے امن وامان کی ضامن تھی جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

> ''تارے آسمان کے لئے باعث امان ہیں، جب تارے چلے جائیں گے تو آسمان کے لئے وہ وقت آجائے گا جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور میں اپنے صحابہ کے لئے باعث امان ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو صحابہ کے لئے وہ دن آجائے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ میرے صحابہ میری امت کے لئے باعث امان ہیں، جب وہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ حالات آجائیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے''۔ (صحیح مسلم)

بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ امت کے لئے سب سے بڑا امان اللہ کے رسول ﷺ کا وجود تھا اور جب تک آپ کی سنتیں باقی ہیں گویا خود آپ ﷺ باقی ہیں۔ جب کوئی سنت ختم ہوتی ہے تو امن میں اسی کے مطابق کمی آجاتی ہے، اسی کے مطابق فتنے اور بلائیں درآتی ہیں۔ لیکن ہم عدی بن معن رضی اللہ عنہ کا موقف یاد کر کے اپنے دل کو تسلی دیتے ہیں۔ آپ نے وفات رسول ﷺ کے موقعہ پر غمزدہ صحابہ سے یہ کہتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! ہم چاہتے تھے کہ ہم آپ ﷺ سے پہلے مر گئے ہوتے، ہمیں خطرہ ہے کہ ہم آپ کے بعد فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔ تو معن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو یہ نہیں چاہتا کہ میں آپ سے پہلے مر گیا ہوتا

تاکہ میں آپ کی موت کے بعد بھی آپ کی تصدیق کرسکوں جیسا کہ آپ کی حیات میں آپ کی تصدیق کی تھی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''وفات رسول ﷺ عظیم ترین مصیبت تھی۔ اس کے بعد کی ہر مصیبت آپ کی وفات کی مصیبت کی یاد سے ہیچ اور معمولی ہوگئ''۔

آپ ﷺ کی وفات ہوگئ لیکن آپ کا دین زندہ ہے اور آپ کی امت زندہ ہے اور یہ دونوں قیامت تک زندہ اور باقی رہیں گے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی پیشین گوئی ہے:

لا تزال طائفة من أمتي على الحق ظاهرين إلى يوم القيامة

(میری امت کا ایک گروہ تا قیامت ہمیشہ حق پر قائم اور غالب رہے گا)۔

(بڑی مشہور حدیث ہے اور متعدد صحابۂ کرام سے مروی ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح مسلم اور مسند احمد میں ہے۔ ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح مسلم، ترمذی، ابوداود اور ابن ماجہ میں ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح مسلم اور مسند احمد میں ہے۔ قرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ابن ماجہ میں ہے۔ سلمہ بن نفیل رضی اللہ عنہ کی روایت نسائی اور احمد میں ہے۔ عمران

بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ابوداود، احمد اور دارمی میں ہے۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت مسند احمد میں ہے۔)

امت پر نبی ﷺ کے حقوق:

محمد ﷺ اللہ کے منتخب بندے، آخری رسول، تمام انس وجن کے لئے اللہ کے پیغمبر، متقیوں کے پیشوا، انبیاء اور رسولوں کے سردار، اللہ کے محبوب اور خلیل اور سارے عالم کے لئے رحمت ہیں۔ آپ کو اللہ تعالی نے ساری انسانیت کے لئے بشیر ونذیر بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ کی پیروی میں ہدایت کی ضمانت ہے اور آپ کا اتباع محبت الٰہی کا ذریعہ اور گناہوں کی بخشش کا وسیلہ ہے۔ لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم آپ کے حقوق کی ادائیگی کریں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت پر سچا ایمان لائیں اور آپ ﷺ سے ایسی محبت کریں جو اپنے جان ومال، اہل وعیال بلکہ دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ ہو۔

۲۔ جب بھی آپ کا نام آئے آپ پر صلاۃ وسلام پڑھیں یعنی صلی اللہ علیہ وسلم کہیں۔

۳۔آپ کی اور آپ کی احادیث اور سنتوں کی دل سے تعظیم کریں۔

۴۔ جو آپ ﷺ سے دوستی رکھے ہم بھی اس سے دوستی رکھیں اور جو آپ سے دشمنی رکھے ہم بھی اس سے دشمنی رکھیں۔

۵۔آپ کے لائے ہوئے دین وشریعت کو دنیا کے ہر فرد تک پہنچائیں اور آپ ﷺ کے دین کا کلمہ سربلند کریں۔

۶۔آپ کے ہر حکم کی اطاعت کریں اور ہر روکی ہوئی چیز سے رک جائیں۔

۷۔آپ کی تمام خبروں کی تصدیق کریں خواہ ہماری کوتاہ عقل میں سمائے یا نہ سمائے۔

۸۔آپ کی شریعت کے مطابق ہی اللہ کی عبادت کریں۔

۹۔اپنے تمام اختلافات کے حل کے لئے آپ کا فیصلہ تلاش کریں اور اس پر راضی رہیں۔

اور مندرجہ ذیل چیزوں سے پرہیز کریں:

۱۔آپ ﷺ کی نافرمانی اور مخالفت سے۔

۲۔آپ سے آگے بڑھنے اور آپ کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنے سے۔

۳۔آپ کی ذات میں غلو کرنے اور آپ کی مدح میں مبالغہ کرنے سے۔

۴۔آپ کو اللہ کی صفات سے متصف کرنے سے مثلاً عالم الغیب یا مختارِ کل

ماننے سے۔

۵۔آپ کو سید البشر ماننے کے بجائے نوری مخلوق ماننے سے۔

۶۔آپ کی شریعت میں بدعتیں ایجاد کرنے یا ایجاد شدہ وخود ساختہ بدعتوں پر عمل کرنے سے۔

۷۔آپ کے قول وفعل وتقریر اور دین وشریعت کے مقابلہ میں کسی اور کا قول وفعل پیش کرنے سے۔

(''امت پر نبی کے حقوق'' کا مضمون ہم نے اپنی کتاب ''اسلامی حقوق وآداب'' مطبوعہ احساء اسلامک سینٹر سے لیا ہے)۔

فضائل درود:

نبی ﷺ پر درود پڑھنے کے فضائل احادیث میں کثرت سے ثابت ہیں۔ہم ذیل میں چند فضائل معہ دلائل ذکر کررہے ہیں۔

۱۔رحمت الٰہی کے نزول کا سبب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے''۔(صحیح مسلم/۴۰۸)

۲۔درجات کی بلندی اور برائیوں میں کمی کا سبب

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ

تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل کرتا ہے، اس کی دس برائیوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کے درجات میں دس گنا اضافہ کر دیتا ہے"۔ (مسند احمد ۱۰۲/۳، سنن نسائی ۵۰/۳)

۳۔ گناہوں کی مغفرت اور تفکرات سے نجات کا ذریعہ

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کثرت کے ساتھ آپ پر درود بھیجا کرتا ہوں، اپنی دعاؤں میں سے کتنا اس کے لئے خاص کر دوں؟ آپ نے فرمایا: جتنا چاہو۔ ابی نے عرض کیا کہ ایک چوتھائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس سے بھی زیادہ پڑھو تو تمھارے لئے بہتر ہے ویسے تم جتنا پڑھ سکو۔ اُبی نے کہا تو پھر نصف؟ آپ نے فرمایا: اگر تم اس سے بھی زیادہ پڑھو تو تمھارے لئے بہتر ہے ویسے تم جتنا پڑھ سکو۔ اُبی نے کہا تو پھر میں اپنی دعاؤں میں آپ پر درود ہی پڑھا کروں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو یہ تمھارے تمام افکار و آلام کی طرف سے کفایت کرے گا اور تمھارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (ترمذی ۲۴۵۷/۷۔ احمد ۱۳۶/۵)

۴۔ نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کا حق

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "جس نے صبح وشام دس دس مرتبہ

میرے اوپر درود بھیجا، وہ قیامت کے دن میری شفاعت کا حقدار ہوگیا''۔(صحیح الجامع ۶۲۲۳/۳)

۵۔اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے نام کا ذکر

رسول رحمت ﷺ فرماتے ہیں: ''میرے اوپر بکثرت درود بھیجا کرو، اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالی نے میری قبر کے پاس ایک فرشتہ متعین کر دیا ہے، جب میری امت کا کوئی فرد مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ مجھ سے کہتا ہے کہ اے محمد ﷺ: فلاں کے بیٹے فلاں نے اس وقت آپ پر درود بھیجا ہے''۔(صحیح الجامع ۱۲۱۸/)

۶۔لغویات سے مجالس کی پاکی کا ذریعہ

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم جب کہیں جمع ہوتی ہے اور اللہ کے ذکر اور نبی ﷺ پر درود بھیجے بغیر اٹھ کھڑی ہوتی ہے تو گویا وہ مردار کی بدبو کے پاس سے اٹھتی ہے''۔(صحیح الجامع ۵۳۸۲/)

۷۔دعا کی قبولیت کا سبب

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر دعا اور اس کی قبولیت کے درمیان ایک حجاب ہوتا ہے حتی کہ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا جائے۔ (صحیح الجامع ۴۵۲۳/)

۸۔بخل سے دوری

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا تذکرہ ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔(ترمذی/۱۴۵۶۔احمد۱/۲۰۱)

۹۔جنت کی راہ کا انتخاب

رسول محترم ﷺ کا فرمان ہے: ''جس نے مجھ پر درود بھیجنا ترک کر دیا وہ جنت کی راہ کے انتخاب میں چوک گیا''۔(ابن ماجہ/۹۰۸)

اوقات ومقامات درود:

۱۔آخری تشہد میں

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا: اللہ تعالی نے ہم لوگوں کو آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے تو بتائیے کہ کس طرح پڑھا کریں؟ آپ نے فرمایا: سلام کے کلمات تو تم جانتے ہی ہو درود کے لئے یہ کلمات کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا

بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (صحیح بخاری۔ فتح ۱۱/۳۳۷۰)

۲۔صلاۃ جنازہ میں

ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ایک صحابی نے انھیں بتایا کہ صلاۃ جنازہ میں مسنون یہ ہے کہ امام تکبیر کہے اور پہلی تکبیر کے بعد امام آہستہ آواز سے سورہ فاتحہ پڑھے پھر نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھے اور بعد کی تکبیرات میں میت کے لئے توجہ و اخلاص کے ساتھ دعا کرے اور کچھ نہ پڑھے پھر سرّی طور پر سلام پھیر لے۔ (مستدرک حاکم ۱/۳۶۰)

۳۔جمعہ اور عیدین وغیرہ کے خطبہ میں

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے منبر پر چڑھنے کے بعد اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی پھر نبی ﷺ پر درود بھیجا پھر فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے آخری نبی ﷺ کے بعد اس امت کے بہترین افراد تھے۔ (مسند احمد ۱/۱۰۶)

۴۔اذان کے بعد

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ’’جب اذان پکاری جائے تو تم

مؤذن کے مثل کلمات کو دہراؤ پھر میرے اوپر درود پڑھو اس لئے کہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے تو اس کے بدلہ اللہ تعالی اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ طلب کرو کیونکہ وسیلہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے جس پر اللہ کے کسی ایک ہی بندے کو فائز کیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں، اس لئے جس نے میرے لئے اللہ سے وسیلہ طلب کیا وہ میری شفاعت کا حقدار ہو گیا''۔ (صحیح مسلم/۳۸۴)

۵۔ دعا کے وقت

اس کی دلیل میں علی رضی اللہ عنہ کی روایت گذر چکی ہے۔

٦۔ مسجد میں داخل ہوتے اور اس سے نکلتے وقت

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِي وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو یہی دعا پڑھتے تھے البتہ اخیر میں أَبْوَابَ فَضْلِكَ کہا کرتے تھے۔ (ابوداود/۴٦۵۔ ترمذی/۳۰۴)

۷۔ مجلس اور اجتماع کے وقت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب لوگ کہیں بیٹھتے ہیں اور اللہ کے ذکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو (قیامت کے دن) ایسے

لوگ حسرت ویاس کی کیفیت میں مبتلا ہوں گے ۔ اللہ تعالی چاہے گا تو انھیں مبتلائے عذاب کرے گا، چاہے گا تو بخش دے گا''۔(ترمذی/۳۳۸۰)

۸۔ نبی اکرم ﷺ کا ذکر مبارک آنے پر

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا تذکرہ آئے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے''۔(ترمذی/۳۵۴۶۔احمد۱/۲۰۱)

۹۔ دن کے آغاز واختتام پر

ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''جس نے صبح وشام دس دس بار مجھ پر درود بھیجا وہ قیامت کے دن میری شفاعت کا حقدار ہوگیا''۔

(صحیح الجامع/۶۲۳۳)

۱۰۔ جمعہ کے دن

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن میرے لئے کثرت کے ساتھ درود پڑھا کرو اس لئے کہ اس دن کی ہر درود مجھ پر پیش کی جاتی ہے''۔(صحیح الجامع/۱۲۱۶)

ان خصوصی اوقات کے علاوہ جب بھی انسان درود بھیجنا چاہے اس کی ممانعت نہیں ہے بلکہ جگہ اور موقع کی تخصیص کئے بغیر جس قدر زیادہ درود بھیجے گا اجر وثواب حاصل کرے گا۔ اللہ توفیق دے۔

تنبیـــــہ:

آخر میں بعض بدعتوں پر تنبیہ کرنا ضروری ہے، جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ درود وسلام کے لئے قیام کرنا۔ نبی ﷺ، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، محدثین اور ائمۂ دین رحمہم اللہ کسی سے اس کا ثبوت نہیں۔

۲۔ اذان سے پہلے اور بعد میں بہ آواز بلند درود پڑھنا۔ کہیں کہیں اقامت سے پہلے اور نماز کے بعد ایسا کیا جاتا ہے۔ یہ بدعت ہے۔

۳۔ خود ساختہ کلمات والفاظ کے ذریعہ درود پڑھنا مثلاً درود لکھی، درود ہزاری، درود تاج، درود الفیہ، درود تنجینا، درود ناریہ وغیرہ۔ یہ تمام کے تمام درود لوگوں کے گھڑے ہوئے ہیں، کتاب وسنت سے ان کا کوئی ثبوت نہیں۔

اللہ تبارک وتعالی مسلمانوں کی اصلاح فرمائے، انھیں صحیح وثابت اعمال کی توفیق دے اور خود ساختہ امور وبدعات سے محفوظ رکھے۔ آمین